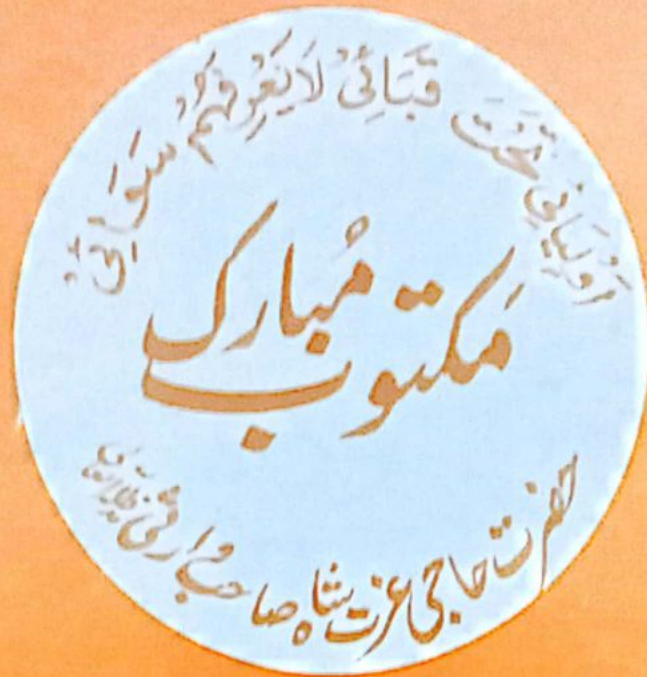




یادداشت



آستانہ عالیہ دارشہ چہر شریف تحصیل گوجرانوالہ

میلاد کمیٹی دارالعلوم قادیان چہر شریف نظامیہ قادیان 32 اوکاڑہ



امام و فقہاء دارالعلوم علیہ السلام حضرت علی شاہ قادری سرور اہل حق

حضرت سید عبد السلام
عرف میل بالکا رحمۃ
اللہ علیہ کی جانب سے
کتب وارثہ کی یہ
بہترین کاوش کی گئی جو
کہ ایک سفید پوش
گزشتہ ہیں اپنے وقت کے
کامل ترین عالم با عمل
والی فقیہ جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
شاہ شہید رحمۃ اللہ
علیہ سے ہیں لکن اسرار
صدر کراچی میں ان کا
مزار ہے

یہ کام وارث پاک غلام
نواز عظیم اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کوئی وارثی اپنی جانب
منسوب کر کے نہیں
حکم مرشد کا ارتکاب نہ
کرے اگر کوئی بھی
شخص یہ کہے کہ اس
نے ہی ذی ایف بنائی تو
ماں لیجیے گا کہ یہ
جموٹ بول ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے یعنی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے نا کہ
تعریف اور واہ والی وصول
کرنا

میراثے میراثی سب
وارثوں پر حکم مرشد کی
اتباع لازم ہے جموٹ
بولنے اور واہ والی سے ہر
بزرگ کی شکر ہے



یَاوَارِثُ

مکتبہ مبارک
مکتوب

میلادِ کمیٹی

دارالعلوم قادریہ، چشتیہ، نظامیہ، وارثیہ

32
2-L
اوکارہ

بسم الله الرحمن الرحيم

(جملہ حقوق بحق میلاد کمیٹی محفوظ ہیں)

نام کتاب:	مکتوب مبارک
مصنف:	الحاج حاجی فقیر عزت شاہ وارثی
ناشر:	محمد اکرم وارثی، محمد اصغر وارثی
تاریخ اشاعت:	(طبع اول)
تعداد:	۱۰۰۰
کمپوزنگ:	کیپٹل کمپوزنگ
ہدیہ:	دعائے خیر
تعاون:	انجمن وارثیہ، انجمن طلباء اسلام

پتہ:۔ امیر میلاد کمیٹی ماسٹر غلام قادر فریدی

دارالعلوم قادریہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ

L-2/32 اوکاڑہ

گزارش

قادری ہوں یا چشتی، سہروردی ہوں یا نقشبندی حضرت بابا
فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات کے زہد، ہشتی دروازہ
اور یا فرید، حق فرید پر دل کی گہرائیوں سے ایمان رکھتے ہیں۔
مگر

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
کے مصداق۔

جب ایک روز یہی گفتگو سرکار عالی مرتبت حضرت حاجی عزت
شاہ صاحب وارثی مدظلہ العالی کے روبرو پیش ہوئی کہ حضرت بابا فرید الدین
گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ کیا ہے تو آپ نے ہم خصوصاً میلاد
کمپنی والوں پر اور عموماً تمام سلاسل پر جو احسان عظیم فرمایا۔ وہ آپ کا
”مکتوب مبارک“ ہے جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی
روحانی عظمت و رفعت پر ایک نمایاں علمی تحقیق اور روحانی پرواز کا منہ بولتا
ثبوت ہے۔

لہذا میلاد کمپنی نے من و عن مکتوب مبارک شائع کرنے کا
فیصلہ کیا۔ امید ہے۔ انشاء اللہ خواص اور عموم میلاد کمپنی کے اس مستحسن
قدم سے مستفیض ہوں گے اور دعاؤں سے نواز کر مشکور فرمائیں گے۔

سگ کوئے وارث

عبدالستار وارثی

بملک عشق و مستی انقلاب کرد برپائے
 جہانے رافردگم شد ہمہ عالم چہ حیرانے
 بناز و حسن شیدائی بناز و حسن و زیبائی
 بایں شیرے جہان مردے کہ باشد فخر انسانے
 ترجمہ :- عشق اور مستی کے فلک میں انقلاب برپا کر دیا ہے
 پورے جہان کا ایک فردگم ہو گیا ہے ۔ پورے عالم کو کیوں حیرانی ہے ۔
 نیاز اور حسن دونوں شیدائی ہیں ۔ نیاز اور حسن دونوں حسین ہیں ۔ اس
 جہان بھر کے جوان مرد شیر کو جو کہ نوع انسانی کے لئے باعث فخر ہے ۔
 محترم حلّی عبدالستار صاحب وارثی
 السلام علیکم ۔ دعائیں مولا کریم سرکار کرم فرمائیں رحمت
 فرمائیں آپ کو ترقی عطا فرمائیں ۔ آپ کا خط مطالعہ سے گذرا ۔ گو میری بساط
 نہیں کہ میں ایک لفظ بھی حضور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہ لکھ
 سکوں ۔

چہ نسبت خاک را بعالم پاک
 آپ کا تقاضہ عقیدت و محبت ہے ۔ مجبوراً قلم اٹھا رہا ہوں ۔
 اگر کہیں غلطی کر جاؤں تو اسے نظر انداز کر دیا جائے ۔

فرید الحق فرید الدین ولی اللہ شہنشاہ
 حبیب اللہ سفی اللہ خلیل اللہ نبی جاہ
 جناب قطب عالم رکن عالم غوث دورانے
 فقیرے دستگیرے دیں پناہ مشعل راہے

(مابعد) اولیاء امت محمدیہ میں جو مقام حضرت شیخ الاسلام گنج شکر کو حاصل ہے ۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے جو صاحب اقتباس الانوار نے مراہ الاسرار سے نقل کیا ہے ۔ حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری قدس سرہ العزیز رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے اوراد غوثی میں چند مکاشفات بیان فرمائے ہیں ۔ آپ لکھتے ہیں ۔ ایک رات میں مشغول بیٹھا تھا کہ یکایک آواز آئی کہ وقت حضوری اور معموری ہے ۔ آجاؤ جب میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے ایک عظیم الشان دریا ہے اور ساری خلق خدا اس دریا پر آئی ہوئی ہے ۔ دریا کے درمیان میں ایک مرصع مکمل تخت نہایت بلندی پر نصب کیا گیا ہے ۔ اس تخت کے سامنے ایک صورت جمال اور دوسری صورت جلال ہے اور تخت کے اوپر ایک بادقار بزرگ بیٹھے اس مقام کی حفاظت فرما رہے ہیں ۔ ساری خلقت دریا کے اندر داخل ہو چکی ہے لیکن اس مقام تک کسی کی رسائی نہیں ہو رہی ۔ البتہ چند عزیزان کو میں جانتا ہوں ۔ نصف راستہ طے کر چکے ہیں ۔ میں ان پر سہقت کر کے اس تخت تک پہنچ گیا جو بزرگ اس تخت کے محافظ تھے ۔ انہوں نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا ۔ مجھے اپنا پیرا ہن عطا فرمایا اور فیض جلالی سے بھرے ہوئے دو طبق انوار کے میرے سر پر ڈال دیئے ۔ جب میں نے زیادہ طلب کیا تو فرمایا کہ تیرے نصیب میں یہی ہے ۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضور کا اسم گرامی کیا ہے ۔ فرمایا ۔ مجھے فرید الدین گنج شکر کہتے ہیں ۔ یہ سن کر میں نے اپنا سر ان کے قدموں میں رکھ دیا اور دریافت کیا کہ حضور یہ کیا ملک ہے ۔ جو کبھی دیکھا نہیں تھا ۔ یہ دریائے ہستی ہے اور یہ تخت رب العلمین ہے اور یہ دو صورتیں صفت جمال ، جلال کی ہیں ۔ ہر نبی اور ولی جو اس

مقام پر پہنچتا ہے۔ اس نعمت کے فیض سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ حضور اس مقام کے اکیلے محافظ ہیں۔ فرمایا کہ ہم چار۔ آدمی۔ ایک خواجہ بلذیذ بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسرے خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔ تیسرے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور چوتھا یہ درویش (فرید الدین گنج شکر)۔ ہم چاروں آدمی باری باری اس مقام کی حفاظت پر مسمور ہیں۔ ہم میں سے جس کی باری میں کوئی سالک یہاں تک پہنچتا ہے تو ہم اسے اپنا پیرا ہن عطا کرتے ہیں اور اس کی استعداد کے مطابق حق تعالیٰ کے حکم سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے اس کو حصہ دیتے ہیں۔ یہ عمل روز قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ سن کر میں نے حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا کہ حضور آپ چاروں کی پیدائش تو امت محمدیہ میں ہوئی ہے۔ قدیم ایام سے اس مقام کی حفاظت آپ کس طرح سے کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری حقیقت اس مرتبہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس تن عنصری ظاہری جس کا اس سے کوئی واسطہ تعلق نہیں کہ کب پیدا ہوا کب ختم ہوا۔ جہاں حاضر ناظر کا تعلق ہے۔ جسم فقط ناظر ہونے کے لئے ہے۔ جس کے غلط فہم فقیر جب ظاہر زندگی میں جسم کے ساتھ دنیا میں آتا ہے تو جسم کے لئے عبادت جسم کے لئے ریاضت پر زور دیتا ہے تاکہ کمالات رب کریم مشاہدات کارساز اور حجابات شاہ کون و مکان محبوب کائنات برداشت کر سکے اور فقیر مجاہدات کا نذرانہ دے تو جسم ایسے اسرار ایسی کیفیات ایسے مظاہر برداشت نہیں کر سکتا جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ یہی وہ ہے کہ کارساز کی بنائی ہوئی ہر چیز اس روح کو پہچان لیتی ہے اور تعظیم کے لئے جھک جاتی ہے۔ ملائکہ اپنے اوراد کا نزول شروع کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ روح یہ جسم اپنا خاص مقام لئے ہوئے بیت اللہ شریف میں داخل ہوتا ہے۔

تو بیت اللہ پہنچان کر بیٹھا لیتا ہے کہ آپ تشریف رکھیں طواف میں کرتا ہوں کہ آپ معہ اس جسم طواف کی ضرورت نہیں۔ مجھے آپ کے طواف کی ضرورت ہے۔

آپ نے جو حاصل کرنا تھا، کر لیا۔ اب مجھے حاصل کرنے دیں جو روز محشر تک امت مسلمہ کے لئے، میرے پاس خزانہ رہے۔ جسے میں آنے والے گناہ کاروں کو تقسیم کرتا ہوں۔ تو اس بنا پر کعبہ طواف کرتا ہے۔ ان روحوں اور جسموں کی جن پر ازل سے عطا اور نوازشات ہیں۔ جن کی وجہ جن کے دست شفاء سے ہر مریض کو شفاء ہے۔

دوسری دلیل۔ حضرت خواجہ گنج شکر کے کمالات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ کا مقام ہے۔ ”قہم من فہم“ اس کے بعد اقباس الانوار کے مصنف حضرت شیخ محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میرے ساتھ بھی ایک واقعہ پیش آیا، جو مندرجہ بالا واقعہ سے پوری مناسبت رکھتا ہے وہ یہ کہ ایک دفعہ فقیر ستائیس ماہ رمضان المبارک کی شب میں نماز عشاء کے بعد شغل کیمیائے معرفت میں مشغول تھا۔ جب ایک پہرات باقی تھی تو ایک نہایت ہی حسین جمیل نوجوان بے ریش مرد کی صورت میں میرے سامنے ظاہر ہوا۔ اس کی آنکھیں شمع کی طرح روشن تھیں۔ اس فقیر نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا۔ میں باب اسرار کا امین ہوں اور یہاں اس لئے آیا ہوں کہ تجھے عالم اسرار میں لے جاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے اس فقیر کا ہاتھ پکڑا اور ہوا میں پرواز شروع کرنا شروع کر دی چٹانچہ ہم دونوں پرندوں کی طرح اوپر کی جانب پرواز کرتے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم عرش سے اوپر بحر اسرار تک پہنچ گئے۔ اس مقام پر دو نوری طاؤس (مور) ظاہر ہوئے جو اس فقیر کو باری باری اپنی پشت پر سوار کر کے اوپر لے

گئے اور وہ باب اسرار کا اسین اسی جگہ رہ گیا۔ جب ہم بحر اسرار کے وسط میں پہنچے تو وہاں ایک ایسا مقام پیش آیا۔ جس کا عبور کرنا ہر شخص کے بس کا روگ نہیں اور بہت سے سالکین وہاں تک پہنچ کر رک گئے تھے۔ اس مقام کا نام محب العشاق ہے۔ اس مقام پر ایک سیرغ نمودار ہوا۔ جو نصف نوری اور نصف ناری تھا اور وہ اس فقیر کو اپنے اوپر بٹھا کر فضاے ہویت کے کنارے تک لے گیا۔ وہاں تین سمندر پیش آئے۔ وہاں پر بھی چند سالکین، جن میں سے بعض کو یہ فقیر جانتا تھا اور بعض کو نہیں جانتا تھا۔ رکے ہوئے تھے۔ سمندر کے کنارے نور سرخ سے بنے ہوئے تھے۔ اس سمندر سے ایک مچھلی نکلی جو نور سرخ سے بنی ہوئی تھی۔ اس فقیر کو اشارہ کیا اور سوار کرایا اور دوسرے سمندر کے کنارے لے گئی۔ دوسرے سمندر کے کنارے نور سیاہ کے تھے اور بے حد تاباں اور درخشاں تھے۔ اس سمندر کے وسط میں سے ایک آدمی ظاہر ہوا جس کے سات چہرے تھے اور اس کا سارا وجود اسی نور سے تھا۔ وہ اس فقیر کو اپنے اوپر سوار کر کے تیسرے سمندر کے کنارے تک لے گیا۔ اگلا سمندر معہ کنارے رنگ اور اس سے مزہ و پاک تھا۔ نہ اس کا کوئی اول تھا نہ آخر اس کے طول یا عرض کی کوئی انتہا۔ تھی حالانکہ تمام اشکال و انواع (رنگ) بلکہ تمام جہاں اس کے اندر موجود تھے۔ جب یہ فقیر اس کے کنارے پر پہنچا تو خوف کے مارے ایسی ہیبت طاری ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ اس سمندر کے اندر سے آواز آئی کہ میرا نام پکارتے ہوئے آؤ اور مت ڈرو۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ حضور کا اسم گرامی کیا ہے فرمایا میرا نام فرید الدین گنج شکر ہے۔

چنانچہ یہ فقیر فرید فرید کہتے ہوئے سمندر کے اندر داخل ہوا۔

وہاں کیا دیکھتا ہے کہ اتنا بڑا تخت، میرے جواہرات سے سجا ہوا ہے جو نہ

دیکھا تھا نہ سنا تھا۔ اس کے سامنے عرش سے لے کر تخت الشریٰ تک کا علاقہ ایک رالی کے دانے کے برابر تھا اور اس تخت پر ایک نور کا بہت خوبصورت ایک اور تخت نور سے بنا ہوا تھا جو آفتاب کی طرح چمک رہا تھا۔ اس تخت پر ایک نورانی شکل کا آدمی نورانی لباس پہنے بیٹھا ہے اور اس کے چاروں طرف چار صورتیں کھڑی ہیں۔ جب یہ فقیر اس تخت کے نزدیک پہنچا تو وہ شخص نہایت مہربانی اور شفقت سے پیش آیا اور مجھے قریب بلا کر فرمایا۔ میری دائیں جانب والی صورت اولیاء اللہ کی ولایت کی عروجی کی شکل ہے۔ بائیں والی صورت ولایت نزولی کی شکل ہے۔ بیچے والی صورت انبیاء کی صورت اور آگے والی صورت کمالات نبوت کی صورت ہے۔ ہم جس شخص کو قطب مدار کا منصب عطا کرتے ہیں۔ اس کو اپنی دائیں طرف والی صورت کے فیض سے بہرہ مند کرتے ہیں اور جس کو مرتبہ فردیت عطا کرتے ہیں اس کو بائیں صورت کے فیض سے بہرہ مند کرتے ہیں اور جس کو مرتبہ قطب و حقیقت و محبوبیت عطا کرتے ہیں اس کو بیچے والی صورت کا فیض دیتے ہیں اور جس کو کمال محبوبیت حقیقی فردیت اور قطب کبریٰ و غوثیت و قطب مداریت کا مرتبہ عطا کرنا ہوتا ہے اس کو اپنے سامنے والی صورت سے مستفیض کرتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے نور ذاتی کی دو چادریں مجھے پہنائیں جن سے ایک پر پورے قرآن کی کشیدہ کاری جو اوپر کے حصہ کی تھی دوسری چادر تورات، زبور، انجیل کی کشیدہ کاری تھی اور فرمایا۔ کہ یہ دونوں چادریں کبریائے ذاتی کی چادریں ہیں۔ ان میں سے وہ چادر جس پر قرآن لکھا ہوا ہے۔ منشائے ولایت محمدیہ ہے۔ جو اوپر کے لئے ہے۔ دوسری چادر منشائے ولایت دیگر انبیاء ہے اور میں نے یہ دونوں چادریں تجھے بخشی ہیں۔ یہی تمہارا آخری لباس ہے یہی تمہارا کفن ہے اگر اس لباس

کے پابند رہ کر وجود کا مجاہدہ کرو گے۔ کائنات کی ہر چیز تمہارا احترام کرے گی۔ کعبہ تمہارا طواف کرے گا۔ یہی لباس کائنات ہے۔ یہ دونوں چادریں تجھے بخشی ہیں اور ان چار صورتوں میں سے آگے والی صورت کے فیض سے بھی تجھے مشرف کیا ہے جو محبوب کائنات کی صورت کا اصل فیض ہے۔ اس کے بعد فقیر نے عرض کی۔ برأت کر کے کہ اگر گستاخی نہ ہو تو عرض کروں فرمایا ہاں کہو۔ میں نے عرض کی حضور کا اسم گرامی فرمایا۔ "فرید الدین گنج شکر" اور یہ سمندر بحر لاتعین ہے جس شخص پر یہ مقام لاتعین مشہود ہوتا ہے میرا تعین اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شہنشاہ بغداد کا تعین باری باری اس کو نظر آتا ہے۔ جس طرح کہ تم دیکھ رہے ہو اور اس مقام کا فیض عطا ہوتا ہے چونکہ اس مقام کا فیض تجھے میرے ہاتھوں سے ملنا تھا۔ تجھے میری باری میں یہاں لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مجھے حضرت نے تین اشغال تعلیم فرمائے۔ جن میں سے ایک کا نام نقطہ محبت ہے۔ دوسرے کا نام نقطہ معرفت اور تیسرے کا نام نقطہ ذات ہے۔ اس کے بعد فقیر نے عرض کیا۔ حضور کی پیدائش تو آخری زمانہ میں ہوئی اور اس مقام کا فیض آپ سے کافی مدت پہلے لوگوں کو مل رہا ہے۔ یہ کس طرح ہے؟ فرمایا۔ ہم دونوں کی حقیقت ابتداء سے نور محمدی میں مندرج ہو چکی تھی۔ اسی وجہ سے ہماری حقیقت اس مقام کی محافظ چلی آرہی ہے اور تمام متقدمین اور متاخرین کو فیض رسانی ہو رہی ہے۔ اس معاملہ میں ہمارے وجود عنصری کا کوئی دخل نہیں ہے جو ذات دوسرے کو دو چادریں عطا فرما کر اسے ایسا بنا دیتی ہے کہ کائنات کی ہر چیز اس کا احترام کرتی ہے۔ اس کا اپنا وجود، وجود مقدس بروئے کعبہ جب ہوتا ہے تو کعبہ طواف کرتا ہے۔ تحفۃ الملبوہین مصنف ابن حمدون رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابوالفرخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب

آفاق میں لکھا ہے کہ امام مالک کے سامنے ایک آدمی گاتا ہوا گزرا تو آپ نے اس کے کلام کی درستی کی۔ علامہ عیسیٰ بن عبدالرحیم رسالہ سماع میں لکھتے ہیں کہ امام مالک نے گانا سنا اور گایا۔ جس سے وجود مقدس نور میں دھل کر گم ہو گیا معہ وجود سراپا نور بن گئے۔ جہاں کائنات کی ہر چیز تعظیم کے لئے جھک جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کا اصل مقام "نحو اقرب الیہ من جبل الوریث" ہم انسان سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ رگ جان سے زیادہ قریب جس وجود سے وہ ہو جائے۔ اس وجود کے تقدس کا مقام تحفہ المحبوبین میں فرماتے ہیں کہ احترام جو چیز نہیں کرتی اسے کارساز سے انکار ہو گا۔ لہذا کعبہ ابراہیمی کو بھی احترام کرنا پڑے گا۔

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نبویؐ میں قرب و معرفت کے بلند مقامات کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے۔ اسے حدیث قدسی کا مقام حاصل ہے۔ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ نوافل (یعنی زائد عبادت) کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں قریب ہو جاتا ہوں یہاں تک کہ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں اور وہ مجھے دیکھتا ہے۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں اور مجھے سنتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں اور مجھ سے پکڑتا ہے، میں اس کی زبان بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے بات کرتا ہے۔ اس حدیث مقدسہ کو اولیائے کرام حدیث قرب نوافل کہتے ہیں اور اس میں فنا فی الصفات کا ذکر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات میں فنا ہونا اس کے بعد ایک اور مقام آتا ہے جب سالک ذات حق میں فنا ہو جاتا ہے۔ اس مقام کو صوفیائے کرام قرب فرائض کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ تو تاریخ تصوف ثابت کرتی ہے کہ حضور فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے وجود کا مقام یہی تھا جس بنا پر

کعبہ طواف کرتا ہے۔ کائنات ساری رائی کے دانہ کے برابر ہے۔ "تحفۃ
الجبوبین" میں لکھتے ہیں کہ روح کا جیسا مقام قدرت بخشی ہے۔ روح وہی
مقام وجود کو دلاتا ہے جو کرواتا ہے۔ سیر کراتا ہے۔ پھر روبروئے یار اسے
کرتا ہے۔ روز اول سے ہی حضور باوا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سلطان کائنات اور قطب مدار تھے۔ اسی بنا پر آپ کے اسم مبارک کے ساتھ
ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے۔

اللہ محمد چار یار حلی خواجہ قطب فرید۔

صفت وحدہ لاشریک بھی موجود فطرت سرور کونین بھی خاص
طرز اصحابہ کبار سے بھی عملی تعلق۔ اب کعبہ طواف نہ کرے تو اور کیا
کرے۔ (وما علینا الا البلاغ)

میری طرف سے سب اہل محبت و اہل سلسلہ کو دعائیں
السلام علیکم۔ مضمون بہت مبارک دیا ہے۔ لہذا معذرت خواہ ہوں والدہ
صاحب کو میرا السلام علیکم۔

آپ کا دوسرا خط کل ملا اس کا جواب مختصر۔ شکریہ۔ حلی
صاحبان سے رابطہ کریں تو میرا السلام علیکم کہہ دیں۔ حلی جہانگیر صاحب کو
السلام علیکم۔ السلام دعائیں۔

دعا گو

فقیر عزت شاہ وارثی۔

پتہ برائے خط و کتابت :- ۱۔ محمد امین وارثی (لائبریرین) L-2/32 اوکاڑہ

۲۔ حلی محمد اقبال فریدی دارالعلوم قادریہ، چشتیہ نظامیہ وارثیہ

L-2/32 اوکاڑہ۔

منتقبت

مجھ کو دیرِ فرید سے دونوں جہاں ملے
کعبہ ملا رسولؐ اُملے خواجگان ملے
فکرِ بہشت کیوں کروں کوئے فرید میں
نقشِ قدمِ فرید کے جنتِ نشاں ملے
اس کا نصیب کیوں نہ ہو صدِ فخرِ کائنات
گنجِ شکرِ تمہارا جسے اُستاں ملے
کیا دُرّ اسے زمانے کا کیا فکرِ آخرت
گنجِ شکرِ فرید کا جب مہرباں ملے
وہ ہے دیارِ پاکِ پستین کی زمینِ پاک
بھک کے ادب کے ساتھ جسے آسماں ملے
صدِ فخرِ کائنات ہے مطربِ میرِ انصیب
مجھ کو معینِ قطب و فریدِ جہاں ملے

